رازؔ کاشمیری

خونِ دل ہوتا ہے عرضِ حال پر!

استعارہ ہے وطن کے حال پر
ناگ لپٹا ہے ہری سی ڈال پر

اک پیادے نے کیے سب شاہ مات
محوِ حیرت ہوں میں اس کی چال پر

جیسے اپنا تھا یہی اک مدعا
مر مٹے ہم اس کے خط و خال پر

کیا کہیں کیسے کہیں اب حالِ دل
خونِ دل ہوتا ہے عرضِ حال پہ

کیا قصور اس میں کسی صیاد کا
خود لپکتے ہیں پرندے جال پر

بے تکی باتوں پہ خوش ہو ہو کے لوگ
ناچتے ہیں تالیوں کی تال پر